دورہ امریکہ کے ایمان افروز حالات اور جماعت کو داعی الی اللہ بننے کی تلقین

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ رنومبر ۱۹۸۷ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

ابھی چند روز پہلے میں شمالی امریکہ کے دورے سے واپس آیا ہوں۔ شمالی امریکہ اس لئے کہ شمالی امریکہ میں کینیڈا بھی شامل ہے اور اگر چہ زیادہ تر سفر کا مقصد امریکہ یعنی یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ (United States of America) کا دورہ کرنا تھا مگر اس موقع سے استفادہ کرتے ہوئے دو مرتبہ کینیڈا بھی جانے کا موقع ملا اور مشرقی کینیڈا اور مغربی کینیڈا کی بعض جماعتوں میں جا کر کئی قسم کی تقریبات میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔

یہ سفر چونکہ بہت طویل تھا بہت وسیع ملک ہے تقریباً ڈیڑھ مہینہ اس سفر میں گزرا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے تقریباً تمام جماعتوں میں سب میں تو نہیں لیکن اکثر جماعتوں میں جانے کا موقع ملا اور اکثر جماعتوں کے تقریباً اکثر احمدی احباب سے ملنے کا موقع ملا۔ ان میں مرد وزن بچے سب شامل کر کے ہزار ہا کی تعداد بنتی ہے اور تفصیلاً سب سے ملاقات کا تو وقت نہیں تھا لیکن بعض صورتوں میں لمبی ملاقاتیں بھی کرنی پڑیں بعض صورتوں میں مختصر مگر بالعموم تمام احباب جماعت یا یوں کہنا چاہئے کہ احباب جماعت کی اکثریت سے خود مل کر ان کے حالات کا جائزہ لینے کی توفیق ملی۔ یہ ایک بڑا اہم مقصد تھا جس کی خاطر میں نے یہ سفر شروع کیا تھا اور شروع میں ہی میں نے یہ ہدایت بھجوائی تھی کہ میرا بنیادی مقصد امریکہ جانے کا غیروں سے ملاقاتیں اور بڑے بڑے فنکشنز اور

تقریبات میں خطابات کرنے نہیں بلکہ جماعتی حالات کا جائزہ لینا ہے اور یہ دیکھنا ہے کہ کس حد تک وہاں کی جماعت ان مختلف ہدایات سے استفادہ کر رہی ہے جو گزشتہ چند سالوں میں میں خصوصیت کے ساتھ جماعت کو دیتا رہا ہوں اور اسی طرح بعض ایسے مسائل ہیں جن کا امریکہ سے بطور خاص تعلق تھا ان مسائل کو سمجھنے کے لئے بھی ہر طبقۂ جماعت سے تفصیلی ملاقات کی یا بعضوں سے ان میں سے تفصیلی ملاقات کی ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مقصد بہت عمدگی سے پورا ہوا لیکن اس سے استفادہ کرتے ہوئے وہاں کی جماعتوں نے ہر جگہ دوسرے پروگرام بھی بنائے ہوئے تھے اس میں کئی قسم کے پروگرام شامل تھے پبلک ایڈریسز (Public Addresses) اور یعنی عام مجالس سے خطاب اور پھر سوال و جواب کا موقع فراہم کرنا ان میں پاکستانی احباب جو امریکہ میں بسے ہوئے ہیں ان کے لئے بھی مجالس منعقد کی گئیں اور امریکن اور مغربی ممالک کے رہنے والے افراد کے لئے بھی الگ مجالس مقرر کی گئیں اور اسی طرح جس طرح انگلستان میں ہم مجالس سوال و جواب منعقد کرتے رہے ہیں جماعتی طور پر بھی مجالس سوال و جواب منعقد کی گئیں۔ پھر پریس سے انٹرویو بھی کثرت کے ساتھ ہوئے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ساتھ انٹرویو بھی ہوئے۔ پھر بعض مشہور شخصیتوں اہم شخصیتوں سے ملاقات کا بھی انتظام کیا گیا لیکن ان اجتماعی تقریبات میں سب سے اہم تقریبات وہ تھیں جن کا مساجد کی تعمیر یا مساجد کی افتتاح سے تعلق تھا۔

اس پہلو سے جو بہت ہی خوش کن خبر ہے وہ یہ ہے کہ اس دورے میں تین مساجد کے افتتاح کی توفیق ملی۔ ان میں سے ایک فلاڈلفیا میں ایک ہماری چھوٹی سی جماعت ہے ان میں بعض بہت ہی مخلص فدائی ممبر ہیں جنہوں نے زیادہ بوجھ اٹھایا ہے اور اللہ کے فضل سے اپنی توفیق سے جیسا کہ نظر آتا ہے بڑھ کر تو نہیں کہہ سکتے لیکن توفیق کے آخری کناروں تک پہنچ کر بڑی ہمت سے انہوں نے بہت ہی خوبصورت جگہ جماعت کے لئے خریدی اور وہاں پہلے سے ایک عمارت موجود تھی اس پہ مزید کام کر کے مزید اس کا نقشہ بدل کر اس میں ایک مسجد بنائی گئی، مستورات کے لئے الگ مردوں کے لئے الگ اور کافی وسیع فلورز (Floors) یعنی ایسے کمرے ہیں ہال قسم کے جن کو مسجد میں تبدیل کیا گیا ہے اور دیگر ضروریات کا بھی خیال رکھا گیا۔ چنانچہ اللہ کے فضل سے بہت ہی اچھی جگہ انہوں نے حاصل کر لی ہے۔

پھر Tosan ایک جگہ ہے مغرب کی طرف وہاں بھی جماعت چھوٹی ہونے کے باوجود بہت ہی خوبصورت اور باموقع مسجد کی تعمیر کی ان کو توفیق ملی اور وہاں بھی افتتاح کی تقریب ہوئی۔ پھر Portland شمال مغربی حصے میں واقع ہے یہ Origan سٹیٹ کا دارالخلافہ یا Capital City ہے۔ اس جگہ بھی خدا کے فضل سے چھوٹی سی جماعت نے بہت ہی پیاری اور بڑی خوبصورت مسجد بنائی ہے اور امید رکھتے ہیں کہ آئندہ کئی سالوں تک ان کی ضروریات پوری ہوتی رہیں گی۔ صرف چار خاندانوں کی جماعت ہے۔ امریکہ کی جماعتوں میں غالباً سب سے چھوٹی ہے اور ان کو یہ تاریخی خدمت کی توفیق ملی کہ سارے امریکہ کے مغربی ساحل میں بیان کیا جاتا ہے کہ یہ پہلی مسجد ہے جس کی پہلی اینٹ اس غرض سے رکھی گئی تھی کہ خدا کا گھر بنے گا اور سارے مغربی امریکہ کے اندر یہ جو اعزاز ہے اس کے مغربی ساحل کے اندر پہلی مسجد بنانے کا یہ بہت ہی ایک تاریخی نوعیت کا اعزاز ہے۔ اگرچہ دیگر ممالک کے مسلمانوں نے بھی اور پاکستانیوں نے بھی بعض مراکز قائم کئے ہیں جن میں وہ نمازیں ادا کرتے ہیں جس طرح جماعت احمدیہ بھی کثرت سے ایسے مراکز قائم کرتی ہے لیکن بیان یہ کیا گیا ہے پہلی خدا کی خاطر بنائی جانے والی عمارت یعنی آغاز سے لے کر آخر تک مسجد کی خاطر جو بنائی گئی تھی وہ یہ پہلی مسجد ہے۔

جہاں تک جماعتوں کے تعلقات کا معاملہ ہے اکثر یہ محسوس کیا گیا ہے کہ احباب جماعت خدا کے فضل سے غیروں پر اچھا اثر رکھتے ہیں اور ان کے تعلقات بہت وسیع ہیں۔ بعض صورتوں میں تو بہت چھوٹا ہونے کے باوجود تعداد میں ان کا رسوخ اور ان کا نیک اثر بہت ہی وسیع ہے۔ چنانچہ Portland ہی میں جو تقریب منعقد کی گئی مسجد کی اور اس کے بعد مجھ سے ملاقات کروانے اور پھر سوال و جواب کی مجلس منعقد کرنے کی اس میں Portland کی تقریباً ساری سوسائٹی کی کریم (Cream) آئی ہوئی تھی یعنی جو ان کی سوسائٹی میں اہم لوگ ہیں بڑے بڑے دانشور اور سائنسدان اور ڈاکٹرز اور جراح، ہر قسم کے قابل لوگ وہاں اکٹھے ہوئے تھے اور اس علاقے کے سینیٹر جہاں مسجد بنی ہے وہ بھی اور ان کی بیگم بھی جو اس شہر کی میئر ہیں وہ بھی تشریف لائے ہوئے تھے تقریب میں اور ان کے ردّعمل سے جو باتوں کے دوران ظاہر ہوا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جماعت نے وہاں بہت ہی نیک اثر ان لوگوں پر چھوڑا ہوا ہے۔ چنانچہ بعض لوگوں نے بتایا کہ اپنی دلچسپی کی تقریبات اور کلبوں کی شمولیت کو محض اس لئے وہ

قربان کر کے آئے کہ جن دوستوں نے ان کو دعوت دی تھی ان کا انکار نہیں کر سکتے تھے۔ تو اس پہلو سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ جماعت امریکہ میں بالعموم بہت ہی زیادہ کام کرنے کی گنجائش پیدا ہو چکی ہے اور بہت ہی نیک اثر احمدیوں کا اپنے اپنے علاقوں میں ہے۔ تقریبات میں شمولیت کے بعد وہاں کی جماعت نے جو تاثرات بھجوائے یا اس وقت بھی بعد میں بیان کئے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں اسلام کے لئے یعنی سچے اسلام کے لئے اس اسلام کے لئے جسے جماعت احمدیہ دیکھتی ہے اور جس پر جماعت احمدیہ عاشق ہے بہت ہی عظیم الشان گنجائش موجود ہے۔

اکثر امریکہ کے متعلق جو یہ تاثر ہے کہ لوگ اسلام سے نفرت کرتے ہیں یہ درست ہے کہ لوگ اسلام سے نفرت کرتے ہیں لیکن اس اسلام سے نفرت نہیں کرتے جو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا اسلام تھا، اس اسلام سے نفرت نہیں کرتے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھوں نے دیکھا اور جس سے ہم پیار کرتے ہیں بلکہ ایک ایسے فرضی اسلام سے نفرت کرتے ہیں جس کا دو طرح سے انہوں نے مشاہدہ کیا ہے۔ اوّل وہ اسلام جو ان کے پروپیگنڈا میڈیا ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخبارات ان کے سامنے پیش کرتے ہیں اور وہ چونکہ ایک خاص نفرت کے زاویے سے تصویر پیش کی جاتی ہے جس میں سیاسی مصالح شامل ہو چکے ہیں اور بہت حد تک عمداً مکروہ صورت میں اسلام کو پیش کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس زاویے سے جب اسلام کو دیکھا جائے تو واقعی ایک نہایت ہی مکروہ تصویر ابھرتی ہے۔ اس لئے جو عوام الناس ہیں ان کا اس میں کوئی قصور نہیں۔ جب آپ ایک بدصورت نقشہ کھینچیں گے تو طبیعت طبعاً اس سے متنفر ہوگی اور دور بھاگے گی۔ دوسرا جو بعض مسلمان ممالک کے جارحانہ اقدامات ہیں اور ان کے خاص ظالمانہ برتاؤ خود اپنے ممالک کے بسنے والوں سے ہیں اس کا بہت برا اثر ہے اور جب بھی مجالس لگتی ہیں ان میں یہ سوال ضرور اٹھتے ہیں۔

بہر حال یہ ایک الگ لمبی روئیداد ہے جس کی تفصیل میں اس وقت جانے کی گنجائش نہیں مگر جہاں جہاں بھی مجالس لگیں وہاں ان مسائل پر سوال اٹھتے رہے اور جماعت کی طرف سے جو صحیح اسلام کی تصویر ہے اسے پیش کرنے کی کوشش کی جاتی رہی۔ خود اسی جگہ یعنی Portland میں بھی جہاں کی بات ہو رہی تھی وہاں سے ہمارے احمدی دوستوں نے بعض زبانی تاثر بھی بیان کیا پھر ان کے تحریری خطوط بھی بھجوائے جو لوگ شامل ہوئے تھے تو ان میں سے ایک صاحب جنہوں نے اسلام

کی Violence کے اوپر سوال کیا تھا۔ وہاں کے چوٹی کے قابل سرجنز (Surgeons) میں ان کا شمار ہے اور دنیا میں شہرت رکھنے والے دوست ہیں۔ ان کو جب میں نے اس کا جواب دیا تفصیل سے تو اس کے بعد ان کا یہ تاثر تھا انہوں نے اپنے دوست کو بتایا کہ میں تو اپنی شام کی محفل اور کلب قربان کر کے صرف تمہاری خاطر آیا تھا اور میں تیار ہو کے آیا تھا کہ ایک دو گھنٹے بہت ہی بور ہوں گا اور بڑی مشکل سے وقت گزرے لیکن ایسی مجلس میں آ کر میں نے محسوس کیا کہ اگر یہ مجلس ہے تو میں اس کے لئے ہر جگہ جا کر اپنا وقت خرچ کرنے کے لئے شوق سے تیار ہوں گا کیونکہ اسلام کے متعلق اور بعض دیگر امور میں ایسی ایسی معلومات حاصل ہوئیں کہ اس سے پہلے ہمارے تصور میں بھی نہیں تھا۔

پھر اسی طرح ایک اور دوست اسی جگہ وہ بھی ایک بہت قابل ڈاکٹر ہیں اور عملاً دہریہ، مذہب سے متنفر تھے انہوں نے ایک سوال کیا اور سوال کے جواب کے بعد ان کا تاثر یہ تھا کہ دوسرے دن وہ خود اپنے دوست کے پاس پہنچے اور کہا کہ میں آج تک ساری زندگی مذہب سے متنفر رہا ہوں کوئی کبھی دلچسپی نہیں لی لیکن صرف ایک سوال کرنے کے نتیجے میں جب اسلامک نظریہ مجھے معلوم ہوا ہے تو مجھ میں اتنی دلچسپی پیدا ہوگئی ہے کہ اب میں لٹریچر مانگنے کے لئے آیا ہوں۔ مجھے مذہب کے متعلق ہر قسم کا لٹریچر دو، مذہب سے مراد اسلام تھی اور میں اس کا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں اور اس کے علاوہ بھی کثرت سے وہاں سے مطالبے شروع ہو گئے۔

تو صرف یہ ایک نمونہ ہے جو ہر جگہ اسی طرح دہرایا گیا ہے اللہ کے فضل سے۔ تو میں نے یہ محسوس کیا کہ باوجود اس کے کہ عام تاثر یہی ہے کہ امریکہ میں اسلام کے خلاف شدید نفرت پائی جاتی ہے۔ یہ تاثر درست بھی ہے اور غلط بھی ہے۔ اسلام کے خلاف نفرت نہیں ہے۔ اس اسلام کے خلاف نفرت ہے جو بگڑی ہوئی صورت میں آج امریکہ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔ ایک اور پہلو سے ان سب مواقع پر ان کی سوسائٹی کا مطالعہ کرنے کا موقع ملا کیونکہ میں تو اس نظر سے ان کو دیکھتا رہا کہ اسلام کے داخل کرنے کے لئے کون کون سے مواقع ہیں، کون کون سے نئے رستے کھل سکتے ہیں۔

جیسا کہ میں پہلے بیان کرتا رہا ہوں میرا تاثر امریکہ کے متعلق یہی تھا اور وہ درست ہے کہ سب دنیا میں اس وقت گندگی پھیلانے کا سب سے بڑا مرکز امریکہ ہے اور ہر بدی وہاں ایجاد ہوتی ہے، ہر دنیا کی برائی امریکہ سے پھوٹ رہی ہے لیکن ایک اور پہلو سے مجھے اس سفر میں جب ان کے

حالات کے مطالعہ کا موقع ملا تو معلوم ہوا کہ یہ پوری صحیح تصویر نہیں ہے اس کو زیادہ وضاحت کے ساتھ پیش کرنے کی ضرورت ہے ۔ چنانچہ اس کی طرف مجھے ایک امریکہ کے کانگرس مین نے توجہ دلائی جب وہ ملاقات کے لئے تشریف لائے تو ضمناً ان کو یہ اندازہ ہو گیا کہ میری امریکہ کے متعلق رائے اچھی نہیں ہے۔تو انہوں نے کہا کہ آپ اس پہلو سے جب ملاقاتیں کریں گے تصور کریں گے تو اس پہلو سے ضرور مطالعہ کریں کہ امریکن عوام اچھے لوگ ہیں۔ دل کے اچھے ہیں، سادہ ہیں اور ان کے دل میں برائی نہیں ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ خود بعض بڑے بڑے Cartels کا شکار ہو چکے ہیں بڑی بڑی مافیا قسم کی تنظیموں کے نیچے وہ بے بس ہیں ۔ یہ آخری لفظ تو انہوں نے نہیں کہے مگر مراد یہی تھی کہ آپ ان کو دیکھیں گے کہ وہ خود معصوم اور بے قصور لوگ ہیں۔

چنانچہ اس سے مجھے بڑا فائدہ پہنچا انہوں نے جو یہ اس زاویے سے امریکنوں کے حالات کے جائزے کا مشورہ دیا تو اس کا میں بڑا ممنون ہوں کیونکہ اس سے مجھے واقعةً بہت فائدہ پہنچا اور سارے امریکہ کے سفر کے دوران ملاقاتوں کے بعد جن میں گورے بھی تھے کالے بھی افریقین بسے ہوئے بھی اور دوسرے ملکوں سے آئے ہوئے بھی۔ میں نے یہ اندازہ کیا کہ سارا امریکہ خود اس وقت غلام بنا ہوا ہے اپنے نظام کا اور یہ جو نہایت ہی ذلیل قسم کا مالیاتی نظام سودی نظام اور مادہ پرستی کا نظام ان کے اوپر نافذ ہو چکا ہے اس سے وہ نکل نہیں سکتے اب، بالکل بے اختیار ہو چکے ہیں ان کے ہاتھوں میں اور چند بڑے بڑے ایسے Cartels ہیں، چند ایسے بڑے بڑے جتھے ہیں اموال کے اوپر قبضہ کرنے والے جن کے قبضے میں سارے امریکہ کی ہر چیز آچکی ہے۔ان کا تمدن، ان کا معاشرہ، ان کا مذہب، ان کی سیاست، ان کا عام رہن سہن، بولنے کے انداز، رہنے کے انداز یہ تمام کے تمام اس وقت چوٹی کے چند اہم جتھوں کے قبضے میں ہے جو Sources پر یعنی جو بھی قوتوں کے منبع ہیں ان پر قابض ہو چکے ہیں اور اپنے مفاد کو قائم رکھنے اور آگے بڑھانے کے لئے وہ ہر قسم کی بدی امریکن عوام کو دیتے ہیں اور ان کے مزاج کو بگاڑتے ان کے مزاج کو بگاڑنے کے بعد بگڑی ہوئی چیزیں پھر ان کو مہیا کرنے کی ذمہ داری لیتے گویا کہ آخری چیز پیسہ ہے اور وہ پیسہ چونکہ چند لوگوں کے قبضے میں ہے اس لئے پیسے کی خاطر وہ قوم کی ہر چیز کو قربان کر سکتے ہیں ان کے مزاج کو ان کے خیالات کو ان کی سیاست کو، ان کے بین الاقوامی تعلقات کو۔ تو بہت ہی مظلوم حالت ہے اس قوم کی اس پہلو سے اور

جب بھی اس مسئلے کو چھیڑا جائے تو فوراً محسوس ہوتا ہے کہ اس کا ایک مبہم سا احساس تو کم از کم ہر دل میں موجود ہے لیکن بعض لوگوں میں باشعور احساس ہے، شدت سے اس کے خلاف ردّ عمل پیدا ہو رہا ہے لیکن وہ نہیں جانتے کہ وہ کس طرح اس مصیبت سے آزاد ہو سکتے ہیں۔

پھر بین الاقوامی سیاست نے بھی وہاں رخنے ڈالے ہوئے ہیں اور بعض خرابیوں کو بڑھا رہے ہیں مثلاً جن کو کالا امریکن کہا جاتا ہے ہم ان کو Afro-American کہتے ہیں کیونکہ Afro-American لفظ میں کوئی تذلیل نہیں لیکن بدبختی سے کالا امریکن کے اندر ایک تذلیل کا پہلو داخل ہو چکا ہے اس لئے میں ہمیشہ اس اصطلاح سے گریز کرتا رہا اور جماعت کو بھی یہی کہتا رہا کہ اس اصطلاح سے اس لئے گریز کریں کہ Black Americans لفظ میں ایک تذلیل کا، جس طرح پہلے زمانوں میں Nigger کے لفظ میں تذلیل کا پہلو پایا جاتا تھا اس میں بھی داخل ہو چکا ہے اور ہمیں Afro-American کہنا چاہئے۔ تو African Americans میں بھی بین الاقوامی سازشیں کام کر رہی ہیں اور جو سینکڑوں سال کی محرومی کا احساس ہے اس کو مشتعل کر کے خود ان کو اپنے مفاد کے خلاف غلط رستوں پر ڈالا جا رہا ہے اور سیاہ اور سفید کی تفریق کو اس رنگ میں ابھارا جا رہا ہے کہ اس کے نتیجے میں سیاہ فام اپنے حقوق لینے کی بجائے پہلے سے بھی زیادہ بدتر حال تک پہنچ جائیں اور عملاً اشتعال انگیزی کے لئے غیر قومیں اور غیر طاقتیں اپنے روپے کے بل بوتے پر ان کو استعمال کر رہی ہیں۔ پھر مذہب کے معاملے میں بھی ان کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے یہاں تک ظلم ہے کہ اسلام کے نام پر قتل و غارت کی تعلیم دینے والی تنظیموں نے ان میں سے ایک بڑے حصے پر قبضہ کیا ہوا ہے اور مختلف ناموں سے اس وقت اسلامی فرقے وہاں کام کر رہے ہیں اور ان سب کے پیچھے کسی بیرونی طاقت کا ہاتھ ہے کسی تیل کی طاقت کا ہاتھ ہے جسے وہ اپنے طور پر استعمال کر رہی ہے، جس کو کہتے ہیں Petrodollars وہ وہاں خرچ کر کے تو ان سب تنظیمات کے اخراجات مہیّا کئے جاتے ہیں اور ان کو مساجد اور مراکز بنا کے دیئے جاتے ہیں اور پھر ان کی پالیسیز (Policies) پہ نہ صرف کنٹرول ہوتا ہے بلکہ عملاً ان کو لیڈرشپ بھی باہر سے مہیا کی جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں بعض بڑے بڑے خطرناک رجحانات ان لوگوں میں اسلام کے نام پر داخل کئے جا رہے ہیں۔ ایک یہ بھی وجہ ہے جس کی وجہ سے اسلام مزید بدنام ہو رہا ہے۔

تو یہ مسائل اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مسائل کو قریب سے دیکھنے اور سمجھنے کی توفیق ملی اور میں نے محسوس کیا کہ وہ لوگ صحیح اور نیک مشورے کی قدر کرتے ہیں اور بڑی جلدی اس کی طرف متوجہ ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس لئے یہ سارے خوفناک نقشوں کے باوجود جو ہمیں وہاں دکھائی دے رہے ہیں۔ امریکہ سے ہمیں ایک امید رکھنی چاہئے اور بھی کئی ایسے پہلو ہیں جس کے نتیجے میں ہمیں امریکہ کی طرف نسبتاً زیادہ توجہ دینی چاہئے۔

اکثر ان ملاقاتوں کے بعد جو مجالس میں ہوئیں بہت سے دوستوں کی طرف سے اس خواہش کا اظہار کیا گیا کہ ہمیں علیحدہ ملاقات کے موقعے بھی دیئے جائیں اور ان میں بعض Afro-American لیڈرز بھی تھے اپنے اپنے علاقے کے جنہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کیونکہ میرے پاس وقت تھوڑا تھا اس لئے میں خود تو ان سے دوبارہ مل نہیں سکتا تھا میں نے ان کو اپنے مقامی جماعتوں کے پتے دیئے بعض ایسی شخصیتوں کے جن کے متعلق مجھے امید تھی کہ ان کو مطمئن کر سکیں گے لیکن اس کے باوجود ان کا مطالبہ یہ رہا کہ ہمارے مسائل میں راہنمائی کی خاطر آپ ہمیں خود بھی ضرور وقت دیں۔ چنانچہ بعد میں کہا کہ اگر آپ ہمیں لنڈن میں وقت دینا چاہتے ہیں تو ہم وہاں آنے کے لئے تیار ہیں ۔ چنانچہ بعضوں کو ان میں سے وقت میں نے دیا ہے کہ وہ لنڈن جب بھی تشریف لائیں یا اسی غرض سے اگر سفر کرنا چاہتے ہیں تب بھی وہ تشریف لائیں اور انشاء اللہ جتنا بھی ممکن ہوا میں ان کو وقت دے سکا تو اتنا وقت دوں گا۔

تو کئی پہلوؤں سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سفر بہت ہی مصروف گزرا اور جس حد تک بھی انسان اپنے وقت کو بہترین مصرف میں استعمال کر سکتا ہے وہاں کی جماعت نے کوشش کی کہ میرے وقت کو اس کا ایک ایک منٹ جس حد تک بھی باندھا جا سکتا ہے مصروفیتوں میں وہ باندھا جائے اور اس کے نیک نتائج حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

جہاں تک نیک نتائج کا تعلق ہے اس میں ایک ذرہ بھی شک نہیں کہ نیک نتائج تو خدا ہی کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔ کوششیں آپ جتنی چاہیں کریں اگر دعا شامل حال نہ ہو یا اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت شامل حال نہ ہو تو وہ ساری کوششیں ناکام جاتی ہیں۔ چنانچہ ہماری کوششوں کے مقابل پر بعض حکومتیں اس سفر کو ناکام بنانے کے لئے ہم سے بہت زیادہ قوی کوششیں کر رہی تھیں۔

یہاں تک کہ غیروں نے خود ان کے متعلق ہمیں تفاصیل بیان کیں کہ کتنی توجہ کے ساتھ آپ کے دورے کو ناکام بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

ایک Voice of America کے انٹرویو کے بعد ہی وہاں کے انٹرویو لینے والے نے ہمیں فون پر اطلاع دی کہ ایک ہمارے سفارت خانے پر اتنا دباؤ ڈالا جارہا ہے کہ ان کا کوئی انٹرویو وہاں سے براڈ کاسٹ نہ کیا جائے کہ اب تک ہمیں چھ Telex موصول ہو چکی ہیں اور اس دباؤ کے نتیجے میں اگرچہ میں تو بالکل دبنے والا انسان نہیں ہوں مگر ہمارا شعبے کے بڑے سربراہ وہ ڈر گئے ہیں اور انہوں نے مجھے کہا ہے کہ اس انٹرویو کو شائع نہ کرو۔ چنانچہ ہم نے ان سے پوچھا۔ میں نے خود تو بات نہیں کی جو مجھے بتایا گیا تو میں نے کہا پھر ان سے پوچھو کہ پھر انہوں نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا میرا فیصلہ تو یہی ہے کہ لازماً اس انٹرویو کو میں براڈ کاسٹ کروں گا لیکن میں نے اپنے افسران سے یہ کہا ہے کہ آپ ایک بورڈ بٹھا دیں وہ اس کی سکروٹنی (Scrutiny) کریں اور اگر ان کو کوئی قابلِ اعتراض چیز نظر آئی تو بیشک اس حصے کو نکال دیں لیکن یہ کوئی قابل قبول بات نہیں ہے کہ کوئی حکومت پسند نہیں کرتی کہ کسی کا انٹرویو ہو اور وہ انٹرویو اس لائق ہو کہ ہمارے عوام اس کو سنیں یا دنیا کے دوسرے عوام اس کو سنیں اور ہم اس کو بند کر دیں یہ میری سمجھ سے بالا بات ہے۔ چنانچہ تین یا چار آدمیوں کا ایک بورڈ بیٹھا اس نے تفصیل سے اس انٹرویو کو سنا اور اس کو کڑی نظر سے دیکھا اور آخر پر فیصلہ کیا ایک فقرے کے متعلق کہ اگر یہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں تو جس نے انٹرویو لیا تھا اس نے کہا کہ میرے نزدیک تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں انہوں نے کہا ٹھیک ہے پھر اس کو بھی بیچ میں شامل کر دو۔

تو یہ حالت تھی شدید مخالفانہ کوششیں کی جارہی تھیں۔ ہر جگہ جہاں ہم پہنچتے تھے تقریباً ہر جگہ یعنی اکثر صورتوں میں ایک ایک گھر چٹھیاں پہنچائی گئیں کہ ان کی بات سننے کے لئے کوئی نہ آئے مسلمان کو بھی اور غیر مسلموں کو بھی روکا گیا کہ کوئی ان کی بات نہ سنے اور اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگ رُکے نہیں اور چلے آئے اور خدا کے فضل سے بہت ہی نیک اثرات ظاہر ہوئے اور بڑے اچھے خیالات کا اظہار کرتے رہے۔ بعض جگہ تو ایسی شکل تھی کہ ایک خاوند ہیں بڑے قابل پاکستانی اور یجن کے یعنی خاوند میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ آگے بیوی کا ذکر اس رنگ میں آنے والا ہے کہ ان کا تعارف خاوند کے طور پر ہی ہونا چاہئے، وہ اپنے بیوی بچوں کو احمدیوں سے ملنے سے روکا

کرتے تھے اور کبھی بھی تقریبات میں آنے نہیں دیتے تھے ان کے گھر میں کوئی عزیز بیمار ہو گیا تو چونکہ عورتوں میں زیادہ توجہ ہوتی ہے دعا کی طرف بالعموم یہ دیکھا گیا ہے خصوصًا بچوں کے معاملے میں زیادہ تر پھر وہ ہر تعصّب کو بالائے طاق رکھ کر جہاں سے بھی ان کو امید ہو کہ دعا کے نتیجے فائدہ ہوسکتا ہے وہ کوشش کرتیں ہیں۔ تو ان کی بیوی اس خیال سے کہ شاید ان کی دعا سے ہمارے بچے بچی کی مراد پوری ہو جائے ٹھیک ہو جائے وہ تشریف لے آئیں ہماری ایک مجلس سوال و جواب میں اور ان کے ساتھ ان کی ایک بچی بھی تھی اور اس کے بعد پھر ملاقات کی پھر انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ ہمارا مسئلہ ہے اس میں دعا بھی کریں اور اگر دوا بھی ہوسکتی ہے تو وہ بھی دیں۔ ان کے ساتھ جو بچی تھی اس کا ایک اپنی چھوٹی سی معصوم سی ایک تکلیف تھی یعنی ایک خواہش تھی اور ایک تکلیف تھی اس کا اس نے ذکر کیا۔ اس نے کہا کہ کافی عرصہ سے مجھے یہ پریشانی ہے تو میرے لئے بھی دعا کریں اور اللہ تعالیٰ کی ایسی شان اس طرح ظاہر ہوئی ، میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ نتیجے خدا ظاہر فرماتا ہے کس طرح خدا نے ان کے خاندان کا دل بدلنے کے لئے انتظام کئے کہ دوسرے دن ہی اس بچی کی وہ خواہش جس کے پورے ہونے کے کوئی آثار نظر نہیں آرہے تھے وہ پوری ہوگئی اور جس رنگ میں ہوئی وہ حیرت انگیز تھا۔ چنانچہ جب اس کے والد کام سے واپس آئے تو اس وقت اس نے یہ راز کھول دیا ان کے سامنے کہ آپ تو منع کیا کرتے تھے اور یہ واقعہ ہوا ہے ہم وہاں گئے ہیں اور یہ باتیں سنیں اور پھر یہ دعا کروائی اور یہ دیکھ لیں کہ یہ خدا کے فضل سے پوری بھی ہوگئی تو ان کے والد کا فون آیا، اس بچی کے والد کا کہ اگلی مجلس میں میں بھی شامل ہونا چاہتا ہوں ۔ چنانچہ نئی دوسری مجلس جو غیروں کے لئے تھی خصوصیت سے غیروں سے مراد ہے غیر مسلموں کے لئے بعض اس میں پاکستانی بھی تھے ان کو بھی بلا لیا گیا اور اللہ کے فضل سے نتیجہ یہ نکلا کہ جب میں وہاں سے (لاس اینجلس کی بات ہے) سان فرانسسکو گیا تو انہوں نے اپنے بھائی کو جو وہاں رہتے تھے فون کر کے یہ تاکید کی کہ وہ مجھ سے ضرور ملیں اور اپنی فیملی کو لے کے آئیں چنانچہ انہوں نے بھی وقت لیا اور ان سے بھی اچھی گفتگو ہوئی۔

تو ہر جگہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے دلوں پر تصرف فرما رہا تھا اور بہت ہی نیک نتائج اس کے ظاہر ہوتے چلے گئے ۔ کئی جگہ شروع میں ملنے والوں کا رویہ جارحانہ تھا ان میں عیسائی بھی تھے اور دوسرے بھی مثلاً ایک پریس کے انٹرویو لینے والے دوست نے بڑے ہی جارحانہ انداز میں اسلام

کے خلاف باتیں شروع کیں اور مسائل کے متعلق اسلام کا عالمی تصور کیا ہے کس طرح مسائل حل ہوں گے؟ کس طرح انسان کو Peace ملے گی؟ کس طرح دنیا میں امن قائم ہوگا؟ اس قسم کے سوالات تھے اور مسلمان ممالک کے متعلق جو ان کے ذہن میں تصویر تھی اس کے پیش نظر ان کے سوالات میں کافی جارحیت تھی۔ تو ان کو میں نے پہلے ہی جواب دیا میں نے کہا بڑا آسان طریق ہے احمدی ہو جائیں آپ تو ساری دنیا میں امن آجائے گا اور عیسائی بھی یہودی بھی سب جھگڑے ختم اور وہ پہلے تو ہنس پڑے سمجھے کہ میں مذاق کر رہا ہوں پھر انہوں نے دوبارہ پوچھا کہ تم سنجیدہ ہو اس جواب میں؟ میں نے کہا ہاں! نہ صرف سنجیدہ ہوں بلکہ کامل یقین ہے مجھے۔ تو اس نے کہا یہ تو لغو جواب ہے بالکل بے معنی جواب میں تو نہیں توقع رکھتا کہ اس قسم کے سوال کا جواب یہ ہو۔ میں نے کہا پھر اسی پہ گفتگو ہو جائے کہ بے معنی جواب ہے کہ نہیں اور میں ساری تفصیل سے آپ کو سمجھاتا ہوں۔

چنانچہ جب ان کو سمجھایا تو جارحیت تو درکنار ان کے اندر غیر معمولی دوستی پیدا ہوگئی اور انہوں نے کہا کہ اگر اجازت ہو تو اب جو اس کے بعد آپ کی تقریب ہو رہی ہے مجلس اس میں بھی میں شامل ہو جاؤں؟ میں نے کہا ہاں! ضرور شوق سے تشریف لائیں۔ چنانچہ وہ اس میں شامل ہوئے پھر دوبارہ اجازت لے کر قریب آکے کرسی پہ بیٹھ گئے۔ پھر انہوں نے کہا میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں۔ اسلام سے جو مجھے نفرت ہوئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ میں ایک دفعہ مسلمان ہو گیا تھا اور مسلمان ہونے کے بعد جن لوگوں کے پلے پڑا جس قسم کے مسلمانوں سے واسطہ پڑا غیر ملکوں کا خصوصاً ذکر کیا انہوں نے غیر ملکی نمائندوں سے اس سے مجھے شدید جھٹکا پہنچا اور پھر میں نے دعا کی کہ اے خدا! میں تو ہدایت کی خاطر اس طرف آیا تھا یہاں تو اس قسم کے لوگ ہیں، اس قسم کے ان کے تصورات ہیں، میری فطرت کے خلاف ہے یہ اسلام تو میری ہدایت فرما۔ کہتے ہیں اس دوران مجھے دھکا لگا بڑی زور سے اور میں چاروں شانے چت جا گرا اور اس سے میں نے یہ اندازہ لگایا کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ اس اسلام کو رد کر دو اور یہ دھکا ملا ہے اور میں نے اسی وقت پھر چھوڑ دیا اور شروع میں جو میرے سوالات میں ایک جارحیت پائی جاتی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک پس منظر ہے میری دشمنی اور نفرت کا لیکن آج جو میں نے انٹرویو کے دوران اور یہاں مجلس میں باتیں سنی ہیں میں اب شک میں پڑ گیا ہوں کہ میرا فیصلہ درست تھا یا غلط تھا اور اس کی تعبیر کیا تھی جو واقعہ میرے ساتھ گزرا؟ اور پھر انہوں نے اس کے

ساتھ ایک اور نظارہ بتایا کہ یہ نظارہ بھی میں نے دیکھا مجھے اس کی تعبیر چاہئے۔ تو جب میں نے ان کو سمجھایا تو ان کی بالکل کیفیت بدل گئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے دلچسپی اور بڑھ گئی یہاں تک کہ انہوں نے کہا کہ آپ اب ٹیلی ویژن پہ انٹرویو کے لئے جا رہے ہیں تو مجھے اجازت ہے میں بھی ساتھ آجاؤں؟ میں نے کہا ہاں شوق سے آئیں اور وہاں بھی بیٹھے رہے اور بڑا ہی چہرے پہ محبت کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔

تو خدا تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ میں نے دیکھا ہے جب اللہ تعالیٰ دل بدلنا چاہتا ہے تو بالکل اچانک بدل دیتا ہے جیسے مشرق سے کسی کا سر پکڑ کے مغرب کی طرف کر دے۔ رسول اکرم ﷺ نے یہی نقشہ کھینچا ہے فرمایا خدا کی دو انگلیوں کے درمیان اس طرح دل ہیں یوں اس کو پلٹ دے تو رُخ ادھر ہو جاتا ہے یوں کر دے تو رُخ ادھر ہو جاتا ہے اور خدا ہی کے ہاتھ میں دل ہے (مسلم کتاب القدر حدیث نمبر: ۴۷۹۸)۔ اس لئے کوئی بھی دورہ کوئی بھی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک دعاؤں پر انحصار نہ ہو اور جب اللہ تعالیٰ فضل فرمائے تو معمولی کوششوں کے بھی اچھے نتیجے ظاہر ہوتے ہیں اچھے پھل ظاہر ہوتے ہیں وہاں بھی جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بے ساختہ اچانک پھل ملتے رہے۔

واشنگٹن میں جو سب سے اہم جگہ ہے امریکہ کی طاقت کے سرچشموں کا مرکز ہے وہاں جو مجلس ہوئی وہاں غیر احمدی مسلمانوں کی طرف سے ایک باقاعدہ منظّم سازش کے نتیجے میں شرارت کی کوشش کی گئی اور بعض سوالات ایسے کئے گئے جس کے نتیجے میں ان کا خیال تھا کہ جو مسلمان آئے ہوئے ہیں اور ان میں بڑی بڑی اہم شخصیتیں شامل تھیں کیونکہ واشنگٹن چونکہ مرکز ہے وہاں سارے عالم اسلام سے اہم لوگ آ کے بسے ہوئے ہیں اور پاکستان کے نمائندہ بھی وہیں ہیں زیادہ تر۔ وہاں بڑی منظّم سازش کی گئی اور بعض ایسے سوال اٹھائے گئے جن کے نتیجے میں وہ لوگ سمجھتے تھے کہ دوسرے مسلمانوں پر اگر کوئی نیک اثر پڑ رہا ہے تو وہ فوراً ٹل جائے گا۔ اس کا الٹ نتیجہ خدا نے پیدا کیا ان کے نقطۂ نگاہ سے اور جتنی کوشش کی گئی جماعت کے اثر کو مٹانے کی اتنی ہی زیادہ قوت کے ساتھ جماعت کا اثر ظاہر ہوا۔ چنانچہ مجلس ختم ہونے سے پہلے ہی مستورات کے سیکشن سے مجھے پیغام ملا کہ بعض خواتین ہیں غیر مسلم وہ آئیں ہوئیں ہیں وہ اتنا زیادہ دلچسپی لینے لگ گئی ہیں اسلام میں کہ وہ کہتی ہیں کہ ہماری پیاس نہیں بجھے گی اگر وہ ہمارے پاس آ کر خود بالمشافہ ہمیں موقع نہ دیں گفتگو کا اور بعض سوال جو ہم

وہاں نہیں کرنا چاہتیں ہم یہاں ان سے کرنا چاہتی ہیں ۔ چنانچہ معاً بعد میں اس مجلس میں گیا اور ان میں یہودی بھی تھیں مسلمان بھی تھیں ہندو بھی سکھ بھی عیسائی عورتیں بھی اور اچھی خاصی ایسی مجلس تھی جو وہ نمائندہ کلاسز کی مجلس ہوتی ہے نمائندہ طبقات کی مجلس کہلا سکتی ہے اور بڑی گہری دلچسپی انہوں نے لی اور اس کے بعد جب باہر آیا ملاقاتیں ہوئی تو وہاں بھی دوستوں نے بڑی محبت کے ساتھ بڑے اچھے خیالات کا اظہار فرمایا۔ اس وقت تک کھڑے رہے وہیں رہے جب تک میں واپس نہیں آ گیا اور ملاقات کے بغیر باہر نہیں گئے الا ماشاء اللہ اور واپسی کے وقت مجھے پتا لگا نیویارک میں ایک خاتون جو اس مجلس میں آئیں ہوئیں تھیں امریکن انہوں نے بیعت کرنے کا فیصلہ کیا ہے وہ چاہتی ہیں کہ خود آئیں ۔ چنانچہ جب بیعت کی ان سے میں نے پوچھا کہ کیا خاص وجہ تھی آپ کی بیعت کی تو انہوں نے کہا وہ واشنگٹن کی مجلس میں میں شامل ہوئی تھی اور اس میں جو آپ کے اوپر خاص رنگ میں حملے کئے گئے تھے اور کوشش کی گئی تھی کہ آپ کے اثر کو مٹایا جائے جس طرح آپ نے احمدیت کے دفاع میں جواب دیئے مجھے اسی وقت یقین ہو گیا تھا کہ آپ سچے ہیں اور یہ لوگ جھوٹے ہیں اور میرے دل میں میخ کی طرح گڑ گئی تھی یہ بات کہ احمدیت سچی ہے پھر کچھ وقت لگا مجھے کیونکہ میرا معاشرہ مختلف ہے اور اچانک مذہب بدلنا پھر اپنی عادات بدلنا خیالات بدلنا یعنی طرزِ رہائش بدلنا یہ آسان کام نہیں لیکن اب مجھے توفیق مل گئی ہے اور وہ پہلی مجلس میں ہی برقع پہن کے آئیں تھیں ۔ سفید فام امریکن تھیں لیکن ان کے اندر ایک اور خوشی کا پہلو یہ تھا کہ ریڈ انڈین بلڈ بھی موجود تھا جس کی ہمیں ضرورت ہے تعارف کی اور ریڈ انڈین ان کے رشتہ داریوں کے تعلقات بھی ابھی تک قائم تھے ۔ تو مجھے تو بڑی تلاش تھی ایسے لوگوں کی جن کے ذریعے ہم ریڈ انڈینز (Red Indians) میں بھی داخل ہو سکیں ۔ تو اس پہلو سے میرے نزدیک اس کی بڑی اہمیت تھی لیکن مجھے بتایا یہ گیا کہ جب انہوں نے فیصلہ کیا دوسرے دن بیعت کرنی ہے تو ساری رات بیٹھ کے برقع سیا اور برقع پہن کر آئیں ۔ تو یہ اچانک تبدیلیاں ہے یہ انسان کے بس کی بات ہی نہیں یہ خدا تعالیٰ کے تصرف میں جو دل ہیں اس کے کرشمے ہیں اور وہ دل بدلتا ہے اور اچانک اس طرح کایا پلٹ دیتا ہے کہ کس معاشرے سے اٹھی بچی ایک اور نوجوان لڑکی ۔ جب وہ بیعت کی اس نے اور میں نے کہا آپ دستخط کر دیں اور دعا کر لیتے ہیں اکٹھے تو اس کے بعد وہ اتنی زیادہ جذباتی ہو گئیں تھیں کہ جو خواتین ان کو ساتھ لے کر آئیں تھیں ان کے ساتھ، ایک ایک کے

ساتھ گلے مل مل کے روتی تھی کہ الحمد اللہ! آج میری قسمت جاگ گئی آج مجھے خدا نے یہ دن دکھایا اور بے انتہا خوشی کے جذبات اور آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی ان کی۔

تو یہ ایسے پاکیزہ پھل خدا جو عطا فرماتا ہے اس کے بے انتہا مواقع موجود ہیں اور ایک جگہ نہیں کئی جگہ ایسے واقعات ہوئے کہ ایک مجلس کے بعد ہی شامل ہونے والوں میں سے کسی نے اظہار کیا کہ ہم بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ایک ہندو نے بھی بیعت کی خدا کے فضل سے ایک اور جگہ شکا گو میں بھی ایک سفید فام خاتون نے بیعت کی اور ایک اور دلچسپ واقعہ وہاں یہ ہوا کہ چونکہ واشنگٹن میں ایسے آثار ظاہر ہوئے تھے کہ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ مجھ پر حملے کی ایک سازش تیار کی گئی ہے اس لئے اگرچہ پہلے بھی جماعت کی طرف سے بہت اچھے انتظامات تھے اور امیر صاحب یونائیٹڈ سٹیٹس (United States) اور نائب امیر دونوں نے مل کے سیکیورٹی کی طرف بڑی توجہ دی تھی لیکن اس واقعہ کے بعد وہاں شکا گو کی جماعت نے یہ فیصلہ کیا کہ باقاعدہ سیکیورٹی کی جو ایجنسیز (Agencies) ہیں ان کو بھی حفاظت کے لئے کرائے پر لینا چاہئے اور جو بھی خرچ ہو لیکن بہر حال اس قسم کے ہم کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتے کہ دوبارہ ایسی شرارت کے متعلق کوئی سوچ سکے۔ چنانچہ وہاں کی ایک تجربہ کار سیکیورٹی کی ایجنسی جس کے افسر پولیس کے ایک پرانے تجربہ کار افسر تھے ان کو مقرر کیا ہوا تھا اور چار دن کا دورہ تھا شکا گو کا۔ چلنے سے ایک رات پہلے وہ پہنچے مسجد میں انہوں نے کہا کہ میں بیعت کرنی چاہتا ہوں آپ مجھے سیکیورٹی افسر کی طور پر دیکھ رہے تھے کہ گویا میں ہوں یا نہ ہوں میں اپنے کام میں لگا ہوا ہوں لیکن میں اس نظر سے دیکھ رہا تھا کہ یہ کیا باتیں ہیں اور واقعۃً اس طرف سچائی ہے کہ نہیں اور دو دن کے اندر اندر میرے دل کی حالت بدل گئی ہے اور میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ جماعت احمدیہ جس اسلام کو پیش کر رہی ہے وہی سچا اسلام ہے اور یہ اسلام ایسا نہیں جس سے میں باہر رہ سکوں۔ اس لئے مجھے شامل کیا جائے اور پھر اسی رات کو وہ ہمارے ساتھ نماز عشاء میں بھی شامل ہوئے اور اللہ کے فضل سے بڑی جلدی جلدی پاک تبدیلیاں پیدا ہوتی ہوئی ہم نے لوگوں میں دیکھیں اور بہت سے نیک اثرات ہیں جو انشاء اللہ لمبے عرصے تک ایک رحمت کے سائے کے طور پر جماعت امریکہ پر رہیں گے اور میں امید رکھتا ہوں کہ جن لوگوں سے واسطے پڑے ہیں اور تعلقات وسیع ہوئے ہیں ان لوگوں میں جماعت بھی اپنی دلچسپی کو جاری رکھے گی اور ان میں بہت سے انشاء اللہ تعالیٰ

اچھے پھل ہیں جو تیار ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی جھولی میں آنے والے ہیں وہ اس سے باہر جا نہیں سکتے کیونکہ ملاقاتوں کے دوران بھی اور عمومی سوال وجواب کے رجحانات کو دیکھتے ہوئے میں نے یہ اندازہ لگایا کہ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں امریکن عوام کے دل میں سعادت ابھی تک زندہ ہے۔ مادہ پرستی کے باوجود، باوجود اس کے کہ وہ ایک ایسے نظام کے غلام ہیں جس کے چنگل میں پھنسے ہوئے جدھر وہ زنجیروں میں باندھ کر لے جا رہا ہے اس طرف چلے جا رہے ہیں لیکن ان کے دل میں کچھ سچائی کی محبت موجود ہے ابھی تک اور آزادی کی محبت بھی موجود ہے۔ چاہتے بھی ہیں کہ اس قسم کی مصیبتوں سے ان کو نجات ملے۔ اپنے معاشرے کی بدیوں کا احساس بھی ان کے دل میں پیدا ہو چکا ہے۔ اس لئے خدا کے فضل سے بے حد مواقع موجود ہیں۔ ان واقعات کا جو تذکرہ ہے وہ تو بہت ہی لمبا ہو جائے گا میں نے نمونۃً ایک دو باتیں آپ کے سامنے اس لئے رکھی ہیں تا کہ دو نتائج کی طرف آپ کو توجہ دلاؤں۔

امریکہ کے سفر کے دوران جہاں میں نے یہ محسوس کیا کہ کثرت سے لوگوں کے دلوں میں اسلام کو قبول کرنے کی صلاحیت ہے وہاں یہ بھی محسوس کیا جماعت کی اکثریت اس صلاحیت سے استفادہ نہیں کر رہی اور کم و بیش یہی صورت یورپ کی جماعتوں پر بھی اطلاق پاتی ہے، انگلستان کی جماعت پر بھی اطلاق پاتی ہے۔ گنتی کے چند ایسے احباب ہیں جو ایک مشن کے طور پر دعوت الی اللہ کو اپنا شیوہ اور اپنا وطیرہ بنالیں، اپنی زندگی کا مقصد بنالیں، عادت میں داخل کر لیں اور جہاں جہاں ایسے دوست ہیں ان کے بہت ہی نیک نتیجے اللہ تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے۔ چنانچہ جو مجالس اور کثرت کے ساتھ ایسی مجالس تھیں یعنی ان کا تو شمار اس وقت میں کر ہی نہیں سکتا کیونکہ صبح سے لے کر رات تک مختلف پروگرام ہی چل رہے تھے مسلسل۔ ان میں میں نے یہ اندازہ لگایا کہ صرف چند احمدیوں کی کوششوں کے نتیجے میں اس کثرت سے لوگوں نے دلچسپی لی ہے۔ شکاگو میں مثلاً کہ جس مجلس میں صرف غیر مسلم مہمانوں کو مدعو کیا گیا تھا اس میں تقریباً ایک سو مرد اور ساٹھ عورتیں تھیں اور صرف چند گنتی کے احمدیوں کی کوششوں کے نتیجے میں وہ سب آئے تھے۔ چار یا پانچ سے زیادہ وہ لوگ نہیں ہیں جن کو دعوت الی اللہ کا چسکا ہے اور بعض تو ایسے تھے جن کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ کم سے کم ایک تہائی مدعوئین ان کے ذاتی تعلق کی وجہ سے آئے ہوئے تھے اور اسی طرح جیسا کہ میں نے پورٹ لینڈ کا واقعہ بیان

کیا ہے صرف چار خاندان ہیں اور اس کثرت کے ساتھ ان کا نیک اثر تھا چونکہ اللہ کے فضل سے وہ چاروں خاندان کے سربراہ ہی جماعت سے محبت رکھنے والے اور تعلق رکھنے والے ہیں۔

تو پوٹینشل (Potential) یعنی جو امکانات موجود ہیں جماعت کے اندر طاقت کے وہ اتنے زیادہ ہیں کہ اگر ان ساروں کو استعمال کیا جائے تو باوجود اس کے کہ امریکہ میں جماعت بہت تھوڑی ہے پوٹینشل کے لحاظ سے بہت عظیم قوت ہے اور بہت بڑے بڑے انقلابات پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہے اور جو لوگ داعی الی اللہ نہیں بنے ان کو میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی رحمت لوگوں کو اسلام کے قریب لا رہی ہے آپ دیکھ رہے ہیں کہ لوگ اسلام سے متنفر ہو رہے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ خدا کی رحمت اسلام کے قریب لا رہی ہے کیونکہ جب یہ Parallax پیدا ہو جائے ایک فرضی بات میں اور ایک حقیقت میں بُعد پیدا ہو جائے تو جب حقیقت دکھائی دیتی ہے تو اس وقت انسان کو حقیقت سے عام حالات کی نسبت سے زیادہ دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے۔ مراد میری یہ ہے کہ ایک فرضی تصویر ہوتی ہے اور ایک حقیقی تصویر اگر فرضی تصویر بدصورت ہو جائے اگر فرضی تصویر میں نہایت ہی مکروہ نقوش پیدا کئے گئے ہوں اور حقیقی تصویر۔ خوبصورت ہو تو جب بھی ایسا شخص جو فرضی تصویر کے نتیجے میں کسی تصور سے نفرت کر رہا ہے حقیقی تصویر کے نقش دیکھتا ہے تو عام حالات سے زیادہ اس میں دلچسپی لیتا ہے عام حالات سے زیادہ ردّعمل کے طور پر اس کے دل میں محبت پیدا ہوتی ہے اور مذہب کی دنیا میں ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے زمانے میں بھی یہی کرشمے آپ کو دکھائی دیتے ہیں۔ آج ایک شخص شدید نفرت شکار ہے کیونکہ اس نے ایک فرضی تصویر حضور اکرم ﷺ کی دیکھی جو اسے دکھائی گئی تھی اور وہ قابلِ نفرت تصویر بھی۔ جب حقیقی حسن کو دیکھا تو عام حالات میں بھی وہ حسن شیفتہ بنانے والا حسن تھا لیکن اس نے سفر کیا ہے اس حسن کی طرف اس فرضی تصویر سے اور اس نے زیادہ فاصلہ طے کیا ہے آپ کی طرف آنے میں اور زیادہ شدید محبت کے ساتھ اس نے حضور اکرم ﷺ سے عشق کیا ہے کیونکہ اس کے دل میں یہ تاثر بھی تھا کہ پہلے میں اس پیارے وجود سے نفرت کیا کرتا تھا۔ اس کا ایک نفسیاتی ردّعمل تھا جس نے بہت زیادہ قوت کے ساتھ اس نے حضور اکرم ﷺ کی طرف اس کو مائل کیا۔

یہی مضمون جماعت احمدیہ کی شکل میں بھی ہمیں دکھائی دے رہا ہے آج ۔ جتنا مولوی مکروہ تصویر جماعت احمدیہ کی کھینچ رہا ہے اتنا ہی جب لوگ قریب سے آ کے دیکھتے ہیں تو ردّعمل کے طور پر زیادہ جلدی جماعت احمدیہ کی محبت میں گرفتار ہوتے ہیں اور امریکہ میں یا یورپ میں اسلام کی جو تصویر ہے اس کا بھی یہی حال ہے۔ایک فرضی قابلِ نفرت تصویر کھینچی جارہی ہے۔اگر جماعت احمدیہ اپنے اعمال کی رُو سے، اپنے ذات کے تعارف کے ذریعے دنیا کو اسلام سے متعارف کروائے، اسلام کا بہترین نمونہ اپنی ذات میں پیش کرے یہ مطلب ہے اور وہ اسلام دنیا کو دکھائے صرف سنائے نہیں جو کے خوبصورت اسلام ہے تو اسی قسم کا ردّعمل اس دنیا میں ظاہر ہوگا اور بہت کثرت کے ساتھ اور بڑی شدت سے اسلام سے محبت کرنے والے یہاں پیدا ہونے شروع ہو جائیں گے۔

اس لئے وہ احمدی جو ابھی تک دعوت الی اللہ کے کام سے غافل ہیں ان کو میں بتاتا ہوں کہ اب تو یہ حالت ہے کہ وہ مجرم بنتے چلے جارہے ہیں۔خدا کی تقدیر ان لوگوں کو قریب لانے کے انتظام کر رہی ہے ان کو اس وقت حالت یہ ہے کہ اپنے معاشرے سے بھی نفرت پیدا ہو رہی ہے، اپنے مغربی فلسفوں سے بھی یہ لوگ متنفر ہوتے چلے جارہے ہیں۔بے اطمینانی ہے، تلاش میں ہیں کہیں ان کو سکونِ قلب مل سکے۔جو تعلق ہے وہ ایک سطحی تعلق ہے اپنے معاشرے سے یعنی چونکہ ظاہری کشش پائی جاتی ہے اس لئے اس میں مگن ہیں ایک قسم کے شراب کے نشے کی طرح ان کی کیفیت ہے۔اس نشے کی حالت میں اپنے معاشرے کے ساتھ یہ تعلق رکھ رہے ہیں کیونکہ ظاہری کشش ہے ایک لیکن جب بھی دل کو ٹٹول کے دیکھیں آپ کو اطمینان نظر نہیں آئے گا، سکینت نظر نہیں آئے گی، ہر جگہ بے اطمینانی پائی جاتی ہے وہ بھی آپ کی مدد کر رہی ہے۔ جو اسلام کی حقیقی تصویر آپ کھینچ سکتے ہیں، جو تصور اسلام کا آپ پیش کر سکتے ہیں وہ اتنا دلکش ہے کہ اس موقع پر اگر وہ ان کے سامنے رکھا جائے تو بے اختیار یہ اس کی طرف مائل ہوں گے۔اس کے باوجود ان کو محروم رکھنے کا گناہ اگر آپ اپنے سر لیتے ہیں تو بڑی جرأت ہے اور بڑی بے حسی بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے وہ ہوائیں چلا دی ہیں جس کے نتیجے میں اسلامی انقلاب قریب تر آ رہا ہے ،دل مائل ہو رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کی تقدیر خود دلوں کو مائل کرنے کے انتظامات بھی فرما رہی ہے اور جب بھی آپ دلچسپی لیتے ہیں خدا کی تقدیر ان دلوں میں دلچسپی لینے لگ جاتی ہے جن میں آپ دلچسپی

لیتے ہیں۔ ان حالات کے باوجود سعادت سے محروم رہنا یہ نہ عقل کے مطابق ہے نہ کسی پہلو سے بھی کوئی معقول بات دکھائی نہیں دیتی اور محرومی نہیں بلکہ گناہ بن جاتا ہے۔

اس لئے میں یورپ اور امریکہ میں بسنے والی جماعتوں کو بالخصوص اور تمام دنیا کی جماعتوں کو پھر یاد کراتا ہوں کہ وہ ہوا چل پڑی ہے جس ہوا کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام کو بالآخر دنیا پہ غلبہ نصیب ہونا ہے اور آپ کی جدوجہد اور کوشش اور دلچسپی کی ضرورت ہے۔ دلچسپی جب میں کہتا ہوں تو اکثر دوستوں کو پتا نہیں چلتا کہ کس طرح دلچسپی لیں، اکثر دوستوں کو طریقہ نہیں پتا اور اسی لئے میں نے بار بار جماعتوں کو متوجہ کیا ہے کہ وہ اپنی مجالس عاملہ میں ہر مہینے یہ بات رکھا کریں کتنے دوست تبلیغ میں دلچسپی لے رہے ہیں جو لے رہے ہیں ان کو تبلیغ کا سلیقہ بھی ہے کہ نہیں اور جو نہیں لے رہے وہ کیوں نہیں لے رہے۔ اکثر ان میں سے ایسے ہوں گے جن کے دل میں تمنّا تو ہو گی لیکن پتا نہیں ہو گا کیسے کرنی ہے اور امریکہ کے دورے کے دوران مجھے یہ بھی معلوم ہوئی بات کہ اس معاملے میں امریکہ کا نظام جماعت غفلت کا مرتکب رہا ہے۔ انہوں نے اس ہدایت کو سنجیدگی سے نہیں لیا نہ مرکزی جماعت نے نہ شہروں کی جماعتوں نے اور نتیجہ یہ نکلا کہ مجالس عاملہ کے اجلاسات اگر ہوتے بھی ہیں یہ نہیں مجھے پتا کے باقاعدگی کے ساتھ ہوتے بھی ہیں کہ نہیں اگر ہوتے بھی ہیں تو اس سنجیدگی کے ساتھ ان مسائل پر غور نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ اس سفر کے دوان میں ان کو متوجہ کرتا رہا ہوں کہ جب خلیفۂ وقت کی طرف سے کوئی بات آپ کو پہنچائی جائے اس میں حکمت ہوتی ہے اس میں ایک فائدہ ہوتا ہے اس کو نظر انداز کرنے سے آپ بہت سی سعادتوں سے محروم رہ جاتے ہیں اور جو کھلی کھلی برسرِ عام ہدایت دی گئی ہے اس کی خلاف ورزی کرنا تو ایک قسم کا باغیانہ رجحان ہے۔

تو نظام جماعت کے نمائندہ لوگوں کا فرض بن جاتا ہے کہ جب بھی کوئی ایسی ہدایت دی جائے اس کے اوپر عمل کرنا شروع کریں اور اس سعادت کے نتیجے میں ہی خدا ان کو بہت ساری نیکیاں نصیب فرمائے گا، بہت ساری نئی نیکیوں کی توفیق عطا فرمائے گا، ان کی کوششوں کو مزید بہتر پھل لگنے شروع ہو جائیں گے۔ اس لئے میں یہ دوبارہ یاددہانی کروانا چاہتا ہوں کہ یورپ میں بھی اور امریکہ میں بھی **لیکن ساری دنیا میں تمام دنیا کی جماعتیں اس بات پر پابندی کے ساتھ قائم ہو جائیں کہ ہر مہینے ایک دفعہ مجلس عاملہ میں ان باتوں پہ غور کیا جائے کہ کہاں تک جماعت دعوت الی اللہ**

کا کام کر رہی ہے؟ جہاں نہیں کر رہے وہاں کیوں نہیں کر رہے؟ اور کون سے ایسے ذرائع ہمیں اختیار کرنے چاہئیں جن کے نتیجے میں دعوت الی اللہ کا کام تیز ہو سکے اور معنی خیز ہو سکے۔ پس اگر ہم اس سنجیدگی کے ساتھ کام کریں گے تو مجھے یقین ہے کہ بہت تیزی کے ساتھ دنیا میں انقلاب پیدا ہونا شروع ہو جائے گا۔

سائنس سے جو لوگ واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ بعض امور میں رفتار معنی خیز ہوا کرتی ہے۔ کتنے قدم طے کئے ہیں یہ بات معنی خیز نہیں ہوتی بلکہ رفتار کیا ہے آگے بڑھنے کی۔ جو جماعتیں نظریاتی طور پر اور روحانی طور پر دنیا پر غالب آیا کرتی ہیں ان پر بالخصوص یہ اصول کارفرما ہوتا ہے کہ آگے بڑھنے کی رفتار کیا ہے؟ کتنے احمدی ہو رہے ہیں سال میں، کتنے مسلمان بن رہے ہیں یہ بحث نہیں ہے جو کچھ ہمارے پاس ہے ہمارے آگے بڑھنے کی رفتار کیا ہے یہ ہے اصل فیصلہ کن بات۔ اس پہلو سے ہماری رفتار میرا اندازہ ہے کہ پچاسی گنا یا نوے گنا زیادہ ہو سکتی ہے کیونکہ زیادہ سے زیادہ جماعت کے دس فیصدی حصے کو ہم فعال داعی الی اللہ قرار دے سکتے ہیں اور یہ بھی میں نے بہت بڑی چھلانگ لگائی ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اگر میں حقیقی جائزہ پیش کروں چند تجربوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے تو شاید پانچ فیصدی بھی نہ ہوں لیکن بعض ممالک پر میں حسن ظنی کرتا ہوں مثلاً افریقہ میں نسبتاً زیادہ لوگ کر رہے ہوں گے کیونکہ ان کے نتائج سے بھی یہی لگ رہا ہے، بعض اور ممالک میں بھی کر رہے ہوں گے۔ اس لئے میں نے زیادہ سے زیادہ دس فیصدی داعی الی اللہ کی تعداد مقرر کی لیکن میرا خیال میں تو پانچ فیصدی بھی نہیں ہے پوری۔ اگر پانچ فیصدی سمجھی جائے تو پچانوے فیصد مزید اضافے کی گنجائش موجود ہے اور بہت بڑی گنجائش ہے اگر آپ کی رفتار پانچ میل فی گھنٹہ کی بجائے سو میل فی گھنٹہ ہو جائے تو اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ آپ کے فاصلے طے کرنے کی قوت میں کتنا بڑا اضافہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس رفتار کے نتیجے میں جو شامل ہونے والے ساتھ شامل ہو رہے ہیں وہ اس رفتار میں Acceleration پیدا کر دیتے ہیں یہ ہے وہ اصل سائنسی نقطہ جسے سمجھنا چاہئے۔

پانچ آدمی سال میں سو آدمی پر جو داخل ہو رہے ہوں ان کے نتیجے میں Acceleration پیدا نہیں ہوتی یعنی رفتار اس طرح نہیں بڑھتی جس طرح زمین کی طرف گرنے والی چیز کی رفتار بڑھ رہی ہوتی ہے بلکہ ایک قسم کی Steady ایک معتدل سی رفتار کی شکل بن جاتی ہے۔ Acceleration

کے نتیجے میں تو ہر اگلی رفتار غیر معمولی طور پر اور بڑھنا شروع ہو جاتی ہے، ہر اگلے گھنٹے کی رفتار اور ہو جاتی ہے، ہر اگلے دن اور ہفتے اور مہینے اور سال کی رفتار میں فرق پڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ تو پانچ فیصد بھی اگر ہیں تو یہ کافی نہیں ہیں Acceleration پیدا کرنے کے لئے۔ اگر آپ سو فیصدی نہ بھی ہوں میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر پچاس فیصد احمدی بھی حقیقی معنوں میں داعی الی اللہ بن جائے تو اتنی تیزی سے دنیا میں اسلام کا انقلاب آنا شروع ہو جائے کہ آپ بھی کبھی اس کا تصور نہیں کر سکتے۔ دنوں میں، ہفتوں میں، مہینوں میں کیفیتیں اس طرح تبدیل ہونی لگیں کہ آپ حیران ہو جائیں گے دیکھ کر کہ دنیا کو کیا ہو گیا ہے۔ بہت بڑی طاقت جماعت کو خدا عطا کر چکا ہے اور یہ طاقت انفرادی طور پر نہیں بلکہ جماعت کے اخلاص کے لحاظ ہے۔

چنانچہ میں نے امریکہ کے دورے میں یہ بھی محسوس کیا کہ باوجود اس کے کہ اکثریت داعی الی اللہ نہیں لیکن اخلاص اور محبت کے لحاظ سے ہر ایک ان میں سے داعی الی اللہ بننے کا اہل بن چکا ہے۔ بہت فرق پڑا ہے پہلے کی نسبت جب میں 1978ء میں امریکہ گیا تھا اس امریکہ میں اور آج کے امریکہ میں بہت بڑا فرق پڑ چکا ہے۔ اس وقت اکثر خاندان بے تعلق سے یا تعلق تھا بھی تو ہلکا ہلکا نرم رفتار نرم گفتار سا تعلق تھا لیکن اب تو کیفیت یہ ہے کہ دلوں میں جذبے اُچھلتے ہوئے میں نے دیکھے ہیں۔ ہر خاندان میں اکثر ممبران خاندان کے اکثر ممبروں کی جماعت سے محبت کی حالت میں بہت بڑا فرق پڑا ہوا ہے اور خصوصیت سے مجھے خوشی اس بات کی ہوئی کہ احمدی خواتین میں خدمتِ دین کا جذبہ بہت بیدار ہو چکا ہے۔ غیر معمولی محبت اسلام کی اور اسلام کی خاطر قربانیاں پیش کرنے کی تمنا ان کے دل میں پیدا ہو چکی ہے۔ چنانچہ یہ نظارہ میں نے دیکھا ہے اکثر خاندانوں میں ملاقات کے وقت ان کی مائیں جب بچے پیش کرتی تھیں تو ان بچوں کے اوپر ان کی محنت ہوئی ہوئی دکھائی دیتی تھی معلوم ہوتا تھا کہ ایک لمبے عرصے سے گھر میں انہوں نے دینی ماحول بنایا ہوا ہے، بچوں کو خدا اور رسول کی باتیں بتاتی ہیں۔ فخر کے ساتھ ان سے وہ کلمے سنواتی تھیں، قرآن کریم کی آیات جو یاد کی ہوئیں تھیں وہ سنواتی تھیں۔ دین کی محبت کے اظہار والی نظمیں ان کو یاد کروائی ہوئی تھیں اور بچوں کے دل میں بڑا نمایاں طور پر اسلام کا پیار دکھائی دے رہا تھا۔

تو یہ جو چیز ہے یہ خوش کن بھی بہت ہے کہ باوجود اس کے کہ ہم میں سے اکثر ابھی داعی الی اللہ

نہیں بن سکے لیکن داعی الی اللہ بننے کے لئے جو مرکزی طاقت چاہئے محبت اور اخلاص کی وہ موجود ہے۔ اس لئے کوئی فرضی بات نہیں ہے کہ پچاس فیصدی احمدی حقیقۃً داعی الی اللہ بن جائیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ پچاس فیصدی احمدی داعی الی اللہ بننے کے اہل بن چکے ہیں اللہ کے فضل سے۔ **سب سے زیادہ ضرورت دعوت الی اللہ کے لئے ایک جذبے کی ہے دوسرے دعا کی ہے۔ علم اور دلیلیں باقی سب چیزیں بعد کی باتیں ہیں۔ یہ دو باتیں آپ اپنے اندر پیدا کرلیں جذبہ پیدا کرلیں اور دعا کرنی شروع کر دیں اپنے لئے کہ خدا آپ کو توفیق دے تو باقی سب مراحل آسانی سے طے ہو جائیں گے۔** تو امید رکھتا ہوں کہ جماعت اس طرف خصوصیت سے توجہ دے گی۔

جہاں تک یورپ کی جماعتوں کا تعلق ہے ان کو بھی نسبتاً زیادہ تفصیل سے منصوبہ بندی کرنی چاہئے اب بہت تھوڑا وقت اگلی صدی کے شروع ہونے میں رہ گیا ہے اور وہ صدی اسلام کے مستقبل میں بہت ہی اہم کردار ادا کرنے والی ہے اور آپ یعنی آج کی نسلیں بڑی خوش نصیب ہیں اس لحاظ سے کہ ایک نئے اسلام کے تاریخی دور میں داخل ہونے والی ہیں۔ ایک ایسے اہم تاریخی دور میں داخل ہونے والی ہیں ایک ڈیڑھ سال کے اندر اندر جماعت کے نکتۂ نگاہ سے اور جو دنیا کی صدی کے حساب ہیں اس لحاظ سے بھی اگلی صدی بہت دور نہیں رہی۔ تو آپ ایک دو سال کے لحاظ سے جماعت کے نکتہ نگاہ سے یا چند سالوں میں دنیاوی نکتہ نگاہ سے اگلی صدی میں داخل ہونے والے ہیں۔ خدا کرے کہ ہم میں سے بھاری اکثریت اگلی صدی میں بالکل نئی سج دھج کے ساتھ داخل ہو۔ ان کے ارادوں میں ایک عظمت پیدا ہو چکی ہو، ان کے حوصلے بلند ہو چکے ہوں، وہ سربلندی کے ساتھ اسلام کے نام کو اور اسلام کے کام کو آگے بڑھانے کے اہل بن چکے ہوں اور یہ نیتیں لے کر داخل ہوں کہ ہم نے اگلی صدی نہیں ختم ہونے دینی یہاں تک کہ اسلام دنیا میں غالب نہ آجائے اور یہ دعائیں کر کے داخل ہونے والے ہوں کہ ہماری نسلیں بھی اس پیغام کو لے کر نئی شان اور نئی ہمت اور نئے استقلال اور جذبوں کے ساتھ آگے بڑھے۔ اس لئے اس صدی کا قریب آنا بھی آپ کے دلوں میں ایک ہلچل مچا دینے والا موقع ہے۔ اس لحاظ سے بھی نگاہ کریں کہ آپ کس زمانے میں پیدا ہوئے ہیں جہاں دو صدیاں ملائی جارہی ہیں جو مجمع البحرین ہیں، جو ذوالقرنین کے لحاظ سے ایک خاص اہمیت کا زمانہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی رسول اکرم ﷺ کی غلامی میں ظلّی طور

پر ذوالقرنین ہیں اور آپ ایک پرانے زمانے کو یعنی جاہلیت کے زمانے کو جبکہ دنیا کی اکثریت اسلام سے غافل تھی ایک نئے زمانے سے ملانے والے ہیں جب کہ دنیا کی اکثریت اسلام قبول کرنے والی ہے۔آپ کو اس کام کے لئے چنا گیا ہے آپ کو اس سنگم پر پیدا کر دیا گیا ہے جہاں یہ دو صدیاں ملنے والی ہیں ایک وہ صدی جسے اگلی صدی کا انسان پرانے زمانے کی صدی شمار کرے گا جبکہ دنیا کہ اکثریت اسلام سے غافل تھی۔ **ایک وہ صدی جس میں اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے گا اور آپ کی نسلوں کو توفیق دے گا کہ صدی ختم ہونے سے پہلے اسلام غالب آ جائے۔**

پس ان سب باتوں پر نگاہ رکھیں اپنی خوش نصیبی پر ناز کریں اور اس خوش نصیبی سے فائدہ اٹھائیں۔ اگر ہمت نہیں ہے خواہش ہے تو دعا کریں تو ہمت بھی پیدا ہو جائے گی بہر حال اب وقت ضائع کرنے کا نہیں ہے ہم میں سے ہر ایک کو دعوت الی اللہ کے کام میں مصروف ہو جانا چاہئے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:۔

آج خطبے سے پہلے چند مرحومین کی فہرست آپ کو پڑھ کر سنائی گئی ہوگی جن کی نماز جنازہ غائب مجھے آج جمعہ اور عصر کی نماز کے معًا بعد ادا کرنی ہے یعنی آپ نے اور ہم نے مل کر۔ چونکہ میں سفر پہ رہا ہوں اس لئے بہت سی ڈاک ایسی تھی جو یہاں پڑی رہی، وقت پر نہیں مل سکی ایک لمبی فہرست بن گئی تھی اس لئے میں نے کہا تھا کہ پہلے ہی آپ کو ان کے ناموں سے آگاہ کر دیا جائے۔

ان میں تین نام ایسے ہیں جو ایک قسم کی شہادت کا رنگ رکھتے ہیں۔ شہادت ایک تو مذہبی شہادت ہے خالصۃً وہ تو بالکل اور مضمون ہے لیکن حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے اچانک حادثوں میں جاں بحق ہونے والوں کے لئے بھی شہید کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور اَور بھی بعض لوگوں کے لئے ڈوب کر مرنے والے وہ بھی حادثاتی موت ہی ہے ایک قسم کی۔ تو اس لئے شہادت کی ایک تعریف کی رُو سے تین ایسے ہمارے مرحوم ہیں جو شہید کہلا سکتے ہیں اس دوسری تعریف کی رُو سے۔

ان میں ایک مکرم مولوی احمد علی صاحب ہیں اہل حدیث مسجد کے امام تھے اور چند سال پہلے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کو خدا تعالیٰ نے توفیق دی اور اپنی امامت کو چھوڑ کر بڑی جرأت اور بہادری سے احمدیت کو قبول کیا اور بڑی ثابت قدمی اور وفا سے قائم رہے۔ یہ بس کے ایک حادثے میں شہید ہو گئے ہیں یعنی شہید ان معنوں میں جن معنوں میں میں نے بتایا ہے کہ ایک دوسری تعریف شہادت کی

ان پر چسپاں ہوتی ہے۔

اسی طرح ہمارے وقف جدید کے ایک اچھے مخلص کارکن اور ساتھی پرانے عزیزم ضیاء الرحمان کا ایک بچہ تھا رفیق الرحمان جو پیدائشی طور پر گونگا تھا لیکن بڑا ذہین اور ہونٹوں کے اشاروں سے بھی اس نے باتیں کرنی سیکھ لیں تھیں اور قرآن کریم پڑھنا سیکھ لیا اور بہت ساری باتیں اپنی ذہانت کی وجہ سے وہ سیکھتا رہا حالانکہ پاکستان میں ایسے اچھے انتظامات نہیں ہیں کہ ان بچوں کو سنبھالا جاسکے کیونکہ سن نہیں سکتا تھا اس لئے وہ ریلوے کی پٹڑی سے گزر رہا تھا کہ اس کو پتا نہیں لگا کہ پیچھے سے گاڑی نے آ کر ٹکر لگائی اور وہ فوری طور پر نہیں لیکن دو تین دن کے اندر ہی ہسپتال میں زخموں سے دم توڑ گیا۔

اسی طرح ایک بہت ہی دردناک خبر ملی ہے لاس اینجلس سے۔ ہمارے ایک مخلص احمدی ڈاکٹر خالد پرویز صاحب ہیں ان کے بچے کو گیارہ بارہ سال کی عمر تھی اس کو کسی نے نہایت بہیمانہ طور پہ قتل کر دیا ہے اور اس قسم کے جرائم امریکہ میں تو کثرت سے ہوتے رہتے ہیں مگر ایک احمدی کا یہ پہلا واقعہ ہے کہ اس کو ایسے دردناک رنگ میں قتل کیا گیا ہو۔ اس بچے کے لئے بھی خصوصیت کے ساتھ نماز جنازہ میں دعا کریں اور ڈاکٹر صاحب اور ان کے خاندان کے دوسرے لوگ اس کی والدہ وغیرہ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اس بچے کا نام راحیل پرویز تھا ان کے والد ڈاکٹر خالد پرویز اور ان کی والدہ نرگس پرویز کہلاتی تھیں۔

خطبہ ثانیہ میں حضور نے مرحومین کی جس فہرست کا ذکر فرمایا ہے وہ حسبِ ذیل ہے:۔

* مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری درویش قادیان
* مکرم شیخ محمد اسلم صاحب سیکرٹری ضیافت کھاریاں ضلع گجرات
* مکرم عبدالحمید صاحب ڈاہری نواب شاہ سندھ
* مکرم حسن خان صاحب ہجانہ نائب ناظم انصار اللہ ضلع ڈیرہ غازی خان
* مکرم لطیف احمد صاحب بھٹی کارکن نظارت تعلیم ربوہ۔
* مکرمہ والدہ صاحبہ مکرم عبدالمالک صاحب قائد ضلع کوئٹہ۔
* مکرمہ حسن بی بی صاحبہ موصیہ اہلیہ محمد حسین گل ناظم انصار اللہ ضلع اوکاڑہ۔
* مکرمہ بشیر بیگم صاحبہ زوجہ چوہدری نصر اللہ خان صاحب داتا زید کا ضلع سیالکوٹ۔ مرحومہ حمید اللہ

صاحب ظفر نائب قائد ضلع کراچی کی والدہ تھیں۔

* مکرم مرزا منیر احمد صاحب نصیر قادیانی۔ آپ مکرم مرزا آفتاب احمد صاحب آف جہلم کے والد تھے۔

* مکرمہ شمیم اختر صاحبہ اہلیہ منیر احمد صاحب گوندل چیف اکاؤنٹنٹ شوگر ملز منڈی بہاؤالدین۔

* مکرم عبدالواحد خان صاحب بطور معلم لمبا عرصہ آپ نے خدمت کی توفیق پائی، مرحوم مکرم عبدالماجد صاحب امجد ڈیرہ غازی خان کے والد تھے۔

* مکرم محمد داؤد صاحب برادر محمد یوسف شاہد مربی سلسلہ کھڑیانوالہ ضلع فیصل آباد۔

* مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری نتھے خان صاحب آف چک نمبر 641 ضلع شیخوپورہ۔

* مکرمہ امۃ القدیر بشریٰ صاحبہ، آپ مرزا الطاف حسین صاحب آف ڈیرہ اسماعیل خان کی بھانجی تھیں۔

* مکرم حفیظ احمد صاحب ولد چوہدری اللہ رکھا صاحب بشیر آباد فارم سندھ۔

* مکرمہ والدہ صاحبہ مکرم محمد شفیق شاہ صاحب کنری ضلع تھرپارکر سندھ۔

* مکرمہ امۃ الرحمان صاحبہ بنت عبدالمنان صاحب انور کنڈری ضلع تھرپا کر سندھ۔

* مکرمہ بشریٰ صاحبہ بنت بشیر احمد صاحب، مرحومہ مکرم مولوی نذیر احمد صاحب مبشر کی بھتیجی تھیں اور مکرم خالد اختر صاحب آف لندن کی خالہ زاد بہن تھیں۔

* مکرم خالد ظفر صاحب، مرحوم مکرم پرویز احمد صاحب آف مغربی جرمنی کے بھتیجے تھے۔

* مکرمہ امۃ المنان صاحبہ آف سرگودھا کا لڑکا چھوٹی عمر میں وفات پا گیا ہے اور

* مکرم احسن الحق صاحب، مرحوم اعزاز الحق صاحب آف لندن کے بھائی تھے۔

(محترم امام صاحب بیت الفضل نے یہ فہرست پڑھ کر سنائی جن کی نماز جنازہ غائب حضور نے جمعہ وعصر کے بعد پڑھائی۔)